عہدِ وسطیٰ کے برصغیر میں علمِ اصول فقہ کا ارتقاء

Development of Principles of Jurisprudence in Medieval Sub-Continent

ڈاکٹر فاروق حسن☆

ABSTRACT

The light of Islam reached the Sub-Continent in the life time of the Prophet(ﷺ). Soon afterward companions of the Prophet (ﷺ) is said to have arrived here. The 1st mosque in the Sub- Continent was built in 629AD (8 Hijra), this was the 1st Islamic school too. History of compilation of Usul al fiqh started in the last two decades of 1st Islamic century. Since the beginning of compilation of Usul al fiqh till today, the work has been going on in various languages and regions in different forms poetry & prose, brief & detailed. Ulema of Sub-Continent contributed in their best capabilities with sincerity. They traveled far and wide for seeking knowledge of Usul al fiqh. Some of them returned to the Sub-Continent, later on it so happened that some eager students, thirsty for knowledge of Usul al fiqh came to Sub-Continent. Some Ulema settled in other countries permanently, contributing to this field. Some emperors and kings gave patronage to the scholars which helped in the progress of Usul al fiqh.

The paper discusses the period from the life of the Prophet(ﷺ) up to 10th Century Hijra in chronological order and discusses the written contribution (not oral) of scholars and jurists of Sub-Continet only.

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، ہیومینیٹیز ڈیپارٹمنٹ، این ای ڈی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی، کراچی، پاکستان۔

سرورِ کونینﷺ کی بعثت کے بعد چند سالوں میں اسلام برصغیر میں داخل ہو گیا تھا شاید برصغیر کی پہلی مسجد اور پہلا اسلامی مدرسہ کیرالہ میں ہو ۔فنِ اصول فقہ کی تدوین کی تاریخ پہلی صدی ہجری کے آخری دوعشروں سے شروع ہوتی ہے۔ اس فن پر تدوین کی تاریخ سے عصر حاضر تک مختلف ادوار میں مختلف زبانوں اورعلاقوں میں منظوم ومنثور، مختصرومطول تصنیف وتالیف کا کام ہوتا رہا۔ برصغیر کے علماء وفقہاء بھی بساط کے مطابق انتہائی نیک نیتی اورخلوص کے ساتھ اس علم کی خدمت میں لگے رہے اور گرانقدر خدمات انجام دیں۔ برصغیر کے علماء نے اصول فقہ اور دوسرے دینی علوم کے حصول کے لیے دوسرے ممالک کے اسفار کیئے اور مشائخ سے اکتساب کیا اور کچھ نے دیارِ غیر میں ہی سکونت اختیار کر کے وہیں علم اصول فقہ کی خدمت میں مشغول ہوگئے اور کچھ واپس ہندوستان لوٹ آئے اور بعد میں ایسا بھی ہوا کہ دوسرے ممالک سے تشنگان علم اس فن کو سیکھنے کیلئے برصغیر کا رخ کرنے لگے۔بعض سلاطین وبادشاہوں نے بھی علماء وفقہاء کی پذیرائی کی اور فقہ و اصول الفقہ میں خصوصی دلچسپی لی اس سے بھی اس فن کے فروغ میں مدد ملی اس مضمون میں عہدرسالت مآب ا سے دسویں صدی ہجری تک کے ان علماء وفقہاء کرام کی اصول فقہ میں خدمات کا تاریخ وفات کی زمنی ترتیب کے لحاظ احاطہ کیا گیا ہے جن کا تعلق برصغیر سے تھا اور ان کی کسی تصنیف وتالیف کے بارے میں ہمیں اطلاع ہوسکی۔

بعثت محمدیﷺ کے وقت شمالی ہند پر راجہ ھرشن وردھن (متوفی ۶۴۷ء) کی حکومت تھی وہ ۶۰۶ء میں تخت نشین ہوا اس کی سلطنت میں اسام، سندھ اور ہمالیہ وغیرہ شامل تھے (۱) بیان کیا جاتا ہے کہ راجہ بھوج یا بھوجپال نے شق القمر ہوتے دیکھا جو برصغیر میں اسلام کی آمد کا ابتدائی سبب بنا(۲)۔ اور شاید برصغیر کی پہلی مسجد ''چیرامن پیرامل جامع مسجد'' ہو جو کیرالہ میں(۶۹۲ء/۸ھ میں) وہاں کے راجہ نے تعمیر کی تھی اور ممکن ہے کہ یہی پہلا دینی مدرسہ ہو (۳)۔ کیرالہ کا راجہ پیرومل جو کچھ مدت تک نبی کریمﷺ کا معاصر مانا جاتا ہے مگر دوسری طرف یہ بھی کہا گیا ہے کہ راجہ پیرول اور اس کے اصحاب و امراء نے تقریبا۲۱۰ھ(۸۲۵ء) میں اسلام قبول کیا تھا(۴)۔ بہر حال یہ واضح ہے کہ پیغمبر اسلام ا کی بعثت کے بعد چند سال کے اندر ہی اسلام اس برصغیر میں داخل ہوگیا تھا(۵)۔ البلاذری (متوفی ۲۷۹ھ) نے ''فتوح السند'' کے نام سے عنوان قائم کرکے بتایا کہ سندھ کو سرکاری طوپر اسلامی مملکت میں شامل کرنے کی کوششوں کا آغاز سیدنا عمرؓ کے زمانے میں ہوا اور پھر جب سیدنا عثمان غنیؓ نے عہد خلافت میں حکیم بن جبلہ العبدی کی سربراہی میں ایک وفد سمندر کے راستے سندھ وبلوچستان کے حالات کا بنظر غائر جائزہ لیکر واپس گیا تو خلیفہ کو آنکھوں دیکھا حال اس طرح بیان کیا:

”ماؤها وشل وثمرها دقل ولصها بطل، وان قل الجیش فیھا ضاعوا وان کثروا جاعوا“ (۶)
(پانی کم ، پھل ردی، چور بے باک، چھوٹا لشکر ہوتو ضائع ہوجائے گا اور بڑا ہو تو بھوک سے مرجائے گا)۔
ہندوستان میں بھی متعدد صحابہ کرامؓ تشریف لائے(۷)۔ بعثت نبوی کے وقت بہت سے ہندی تاجر اور صنّاع (ہنرمند) عرب کے ساحلی اور انتہائی اندرونی علاقوں میں بھی دکھائی دیتے ہیں(۸) محمد بن قاسمؒ کی (۷۱۲ء) میں برصغیر آمد سے سندھ سرکاری طور پر اسلامی مملکت میں شامل ہوگیا جبکہ اسلام کی آمد عہد رسالت میں ہوچکی تھی اور پھر یہ علاقہ تقریباً تین سو برس تک بالواسطہ اور بلاواسطہ خلفاء یا عربوں کے زیر اثر رہا۔

دوسری صدی ہجری سے لیکر ۶۴۴ ھ تک کے وہ اصولیین جن کا تعلق برصغیر سے تھا ان کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہوسکیں کیونکہ بقول اشتیاق حسن ”مسلمانان ہند کے اخبار واحوال تاریخی ادب میں اپنا صحیح مقام حاصل نہیں کرسکے ہیں“(۹) برصغیر میں علمی سرگرمیوں کا اندازہ کئی باتوں سے لگایا جا سکتا ہے مثلاً سندھ، منصورہ (بھکر) ملتان اور ان کے اطرف میں عربی اور سندھی زبانیں بولی جاتیں تھیں اور یہاں عرب موجود تھے اور وہ ہندوستان کی مقامی زبانوں سے واقف تھے(۱۰)۔ کشمیر کے راجہ مہروگ بن رائق نے ۲۷۰ھ میں منصورہ کے بادشاہ عبداللہ کو لکھا کہ وہ اسلام کی شریعت کے بارے میں بتائے تو عبداللہ نے منصورہ سے ایک عراقی کو جو شاعر تھا اور اس نے ہندوستان میں نشونما پائی تھی اور اہل ہند کی مختلف زبانو ں سے واقف تھا اسے کشمیر کے راجہ کے پاس شریعت سکھانے بھیجا اور پھر اسی عراقی نے راجہ کے حکم پر قرآن کا ہندی زبان میں ترجمہ کیا(۱۱)۔ بغدادی سیّاح اصطخری جو یہاں ۳۴۰ھ میں آیا(۱۲) اور ابن حوقل (جن کا زمانہ ۳۵۸-۳۳۱ھ ہے) نے اپنے سفرنامے (۱۳) میں لکھا کہ منصورہ (موجودہ بھکر واقع سندھ) اور ملتان اور ان کے اطراف کی زبان عربی اور سندھی ہے۔ بشاری مقدسی ۳۷۵ھ/۹۸۵ء میں ہندوستان آئے اور دیبل (ٹھٹھہ) کی بندرگاہ کی منظرکشی اس طرح کی ”دیبل (ٹھٹھہ) سمندر کے ساحل پر ہے اکثر غیرمسلم (کفار) ہیں سمندر کا پانی شہر کی دیوراوں سے آ کر لگتا ہے۔سب سوداگر ہیں ان کی زبان سندھی اور عربی ہے“(۱۴) ۔سندھ کے شہروں میں بھی جہاں عرب نوآبادیاں قائم ہوگئیں تھیں عربی اور سندھی بولی جاتی تھیں ۔ ملتان کو اسلامی ثقافت کے مرکز کی حیثیت رہی اور یہی بات دیبل کے بارے میں بھی صحیح ہے۔ جہاں بہت سے مسلم علماء پیدا ہوئے(۱۵)۔ سندھ بھی اسلامی ثقافت کا مرکز رہا جہاں امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ بہت سے شعراء ،علمائے دین او رفضلائے علوم وفنون پیدا ہوئے(۱۶)۔ دوسری طرف جب لاہور بھی فتح نہیں ہوا تھا اس زمانے میں بھی سلطان (محمود) کے دربار میں عرب وعجم اور ہند کے فضلاء پہلو بہ پہلو بیٹھتے تھے(۱۷)۔ جس وقت ایلتتمش دہلی کے تخت

پر بیٹھاتھا اس زمانے میں صدہا علماء ومشائخ وسط ایشیاء کے حالات سے بد دل ہوکر ہندوستان آرہے تھے(۱۸)۔نزھۃ الخواطر میں ہند کے چھٹی اورساتویں صدی ہجری کے متعدد علماء کا تذکرہ ملتاہے جوفن اصول فقہ میں یدطولی رکھتے لیکن ان کی اصول فقہ میں کسی کتاب کی نشاندہی نہیں کی گئی ۔مثلاًمحمد بن عثمان جوزجانی(متوفی ۵۹۰ھ)(۱۹)قاضی شمس الدین صراخی (متوفی ند)(۲۰)مولاناصمصام الدین فرغانی(متوفی ند)(۲۱) مولا نامنہاج الدین ترمذی (متوفی ند)(۲۲)نظام الدین فرغانی (متوفی ۶۴۱ھ بعدہ)(۲۳) قاضی وجیہ الدین کاشا کی (متوفی ند) (۲۴) خلیجی عہد (۱۲۹۰ء۔۱۳۲۱ء) اورتغلق عہد (۱۳۲۱ء۔۱۴۱۲ء) میں فقہ واصول فقہ کو زیادہ اہمیت حاصل رہی(۲۵)۔ اس سے اندازہ ہوتاہے کہ دوسری صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری کے وسط تک کے زمانے میں اصول فقہ پریقیناً کام ہواہوگا لیکن ان کی ہمیں اطلاع نہیں ہوسکی۔ہماری محدود معلومات کے مطابق برصغیر کے پہلے اصولی صفی الدین الشافعی ہیں جن کی اصول فقہ پر کتابیں موجود ہیں۔ شیخ صفی الدین محمدؒ بن عبدالرحیم بن محمد الہندی الشافعی (۶۴۴ھ-۷۱۵ھ/ ۱۲۴۶-۱۳۱۵ء) دہلی میں پیدا ہوئے اوردمشق میں وفات پائی۔ وہ ایک پایہ کے فقیہ واصولی اورمذہباًاشعری تھے۔ہندوستان میں اپنے ناناسےتعلیم حاصل کی اورپھروہ حصول علم کے لیے۲۳سال کی عمرمیں ہندوستان سے باہر نکلے اوریمن پہنچے اس وقت یمن میں الملک المظفر کی حکومت تھی وہ ان کےعلم واستعداد سے اتنا متاثرہواکہ أکــرمــہ وأعـطـاہ تسع مـائۃ دیـــــار (۲۶)(اس نے ان کا بڑا اکرام کیااورنوسو اشرفیاں پیش کیں) اور پھرانہوں نے حجاز ،قاہرہ ، روم ، بقونیہ، سیواس ،قیصرایہ اور دمشق کےعلمی اسفارکئے۔ بلادرم میں شارح الـمـحـصـول للرازی ،سراج الدین محمد ابوبکر الارموی (۵۹۴ھ-۶۸۲ھ)، صاحب التحصیل کی شاگردی اختیار کرکےفن اصول فقہ میں کمال حاصل کیا ۔عبدالحمید ابوزنیدؒ نے شیخ سراج الدینؒ الارموی کی ''التحصیل'' کےتحقیقی مقدمہ میں اس کتاب سے مستفید ہونے والےمشہور اصولیین کے ناموں میں صفی الدین ہندی کا بھی تذکرہ کیاہے(۲۷)۔

صفی الدینؒ ہندی کی اصول فقہ میں خدمات ناقابل فراموش ہیں انہوں نے اصول فقہ میں کتابیں لکھنے پر ہی اکتفانہیں کیا بلکہ عرب شاگردوں کی ایک ایسی جماعت تیارکی جنہوں نےفن اصول فقہ کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔صفی الدینؒ ہندی کے بعض تلامذہ کے اسماء گرامی وخدمات جنہوں نے اصول فقہ میں خدمات انجام دیں اور انہیں شہرت حاصل ہوئی۔ صدرالدینؒ محمد بن عمربن علی بن عبدالصمد بن عطیہ ، ابن وکیل ، ابن مرحل الشافعی (۶۶۵ھ-۷۱۶ھ/ ۱۲۶۶ء-۱۳۱۶ء)۔ ان کی ولادت ووفات دمیاط میں ہوئی۔صفی الدینؒ ہندی کے یہ شاگرد اپنے زمانے کے واحد شافعی عالم تھے جوشیخ ابن تیمیہ

ؒ سے ہر وقت مناظرہ کرنے پر تیار رہتے شیخ ابن تیمیہؒ نے ان کی تعریف کی ہے اور ان کے علمی تفوق کی شہادت دی ہے۔علم اصول فقہ کی طرف ان کی رجحان سازی شیخ صفی الدینؒ ہندی نے کی پھر انہوں نے **کتاب الاشباہ والنظائر** اور **شرح الحکام** لعبدالحق تالیف کیں یہ دونوں کتابیں ان کے حدیث ،فقہ اور اصول میں تبحر علمی پر دلالت کرتی ہیں(۲۸)۔ شیخ ابن قیم الجوزیہ حنبلیؒ (متوفی ۷۵۱ھ)۔یہ بھی شیخ صفی الدینؒ ہندی کے تلامذہ کی فہرست میں شامل ہیں۔ شیخ ابن قیمؒ جوزی اصول فقہ میں شہرہ آفاق کتاب ''**اعلام الموقعین عن رب العالمین**'' کے بھی مصنف ہیں۔ دمشق کے علماء اس ہندی عالم کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام سبکی لکھتے ہیں:'' **روی عنہ شیخنا الذھبی**'' (ہمارے استاد الذہبی ان (صفی الدینؒ) سے روایت کرتے ہیں) یعنی امام صفی الدینؒ ہندی شیخ الذہبی کے بھی استاد تھے(۲۹)۔

نہایۃ الوصول الی علم الاصول اس کتاب کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ امام فخرالدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) نے ''**المحصول فی علم الاصول**'' تالیف کی ۔ شیخ صفی الدین نے ''**نہایۃ الوصول الی علم الاصول**'' کے نام سے اس کی شرح لکھی جو تین مجلدات پر مشتمل تھی۔ اور اب یہ شرح ''**نہایۃ الوصول فی درایۃ الاصول**'' کے نام سے صالح بن سلیمان الیوسف اور دکتور سعد بن سالم الشریح کی تحقیق کے ساتھ ۸ مجلدات میں **مکۃ المکرمہ ، المکتبہ التجاریہ** (سنہ ند) سے چھپ چکی ہے۔اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ بعد کے اصولیین نے اس کتاب سے خوب استفادہ کیا جیسے امام محمد بن علی الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے بہت سے مقامات میں صفی الدین ہندی کی'' **نہایۃ الوصول الی علم الاصول**'' سے نقل کیا ہے۔امام شوکانی نے امام رازی کی ''**المحصول**'' سے بھی بھرپور استفادہ کیا اور کبھی تو ایک ہی وقت میں وہ ایک صفحہ سے بھی زیادہ نقل کر لیتے ہیں جیسا کہ ''**حجیۃ الاجماع**''کی بحث میں نظر آتا ہے (۳۰)اس کے علاوہ **الرسالہ السنیسہ فی الاصول** (۳۱) بھی تالیف کیا۔ مناظر احسن گیلانی امام سبکیؒ کا قول نقل کرتے ہیں''**ومن تصانیفہ فی علم الکلام الزبدہ وفی الاصول الفقہ النھایۃ والفائق والرسالۃ السبعیۃ وکل مصنفاتہ حسنۃ جامعۃ لاسیما النھایہ**'' (ان کی کتابوں میں سے ایک **زبدہ** نامی کتاب علم کلام میں ہے اور'' **النھایۃ** ''اور''**الفائق**''اصول فقہ میں، ''**رسالہ سبعیہ** ''بھی ان کی ایک کتاب ہے بہر حال ان کی ساری کتابیں بہت اچھی اور جامع ہیں خصوصاً ''**النھایہ**'')(۳۲)۔امام سبکی کے اس بیان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ''**الفائق**'' نامی کتاب بھی اصول فقہ میں انہوں نے لکھی تھی۔''**نزھۃ**

الخواطر‘‘ میں بعینہ یہی عبارت موجود ہے جس کے قائل عبدالحیؒ ہیں اور لکھا ہے ’’وصنف فی اصول الدین ’’الزبدة‘‘وفی اصول الفقه ’’النهایة‘‘ ’’والفائق‘‘ والرساله السبعیة‘‘(۳۳)۔

عبداللہ بن محمد حسینی شیخ جمال الدین دہلوی (متوفی ۷۵۰ھ) معروف بہ ’’نقرہ کار‘‘ کا تعلق بھی برصغیر سے تھا وہ اپنے زمانے کے مشہور عالم و اصولی تھے۔ انہوں نے صدرالشریعہ الاصغر(متوفی ۷۴۷ھ) کے متن ’’التنقیح‘‘ کی شرح لکھی(۳۴) اور پھر زین العابدین قاسم ابن قطلو بغا حنفی (متوفی ۸۷۹) نے اس پر حاشیہ لکھا(۳۵)۔ مولانا معین الدینؒ عمرانی دہلوی (متوفی ۷۲۵ھ تا ۷۵۲ھ) سلطان محمد تغلق کے عہد کے مشہور عالم واصولی تھے اور سلطان محمد تغلق نے انہیں شیراز بھیجا تھا تاکہ وہ قاضی عضدالدینؒ صاحبِ مواقف کو ہندوستان آنے کی دعوت دیں۔ محمد بن تغلق نے بہت سے صوفیوں اور عالموں کو دولت آباد منتقل کیا تھا(۳۶)۔ دہلی کے لوگ ان کی شاگردگی کو فخر سمجھتے تھے(۳۷)۔ نزہۃ الخواطر میں اس طرح مذکور ہے’’وللعمرانی مصنفات جلیلة منها شروح وتعلیقات علی کنز الدقائق والحسامی ومفتاح العلوم‘‘ (۳۸)(عمرانی کی چند بلند پایہ کتابیں جن میں کنزالدقائق، حسامی، ومفتاح العلوم کی شروح و تعلیقات بھی ہیں)اور تذکرۃ المصنّفین(۳۹) اور حدائق الحنفیہ(۴۰) میں بھی یہی مذکور ہے کہ انہوں نے حسام الدینؒ الاخسیکثی کی کتاب ’’المنتخب الحسامی‘‘ پر حاشیہ لکھا تھا۔ جبکہ پروفیسر خلیق احمد نظامی کی کتاب کے حاشیہ پر اس طرح مذکور ہے’’مولانا معین الدین عمرانیؒ نے تلویح ،حسامی ، کنزالدقائق اور منار کی شرحیں لکھیں صرف حاشیہ علی التلویح کا ایک نسخہ ندوہ کے کتب خانے میں موجود ہے‘‘(۴۱)۔مظہر بقا نے زبید احمد کے حوالے ان کے حاشیہ علی المنار کا بھی تذکرہ کیا ہے(۴۲)۔

سراج الدینؒ ابوحفص عمر بن اسحٰق بن احمد الشبلی الہندی الغزنوی المصری(۷۰۴ھ-۷۷۳ھ /۱۳۰۴ء-۱۳۷۱ء) کی ولادت دہلی میں ہوئی اور مصر میں وفات پائی۔ وہ فقیہ، اصولی، نظار اور متصوف تھے۔ امام وجیہ الدینؒ دہلوی سے تعلیم حاصل کی اور پھر ۷۴۰ھ میں مصر تشریف لے گئے۔ وہاں قاضی عسکر بنائے گئے اور پھر ایک مستقل حنفی قاضی کی حیثیت سے خدمات انجام دینے لگے۔ سلطان حسن کے یہاں اعلیٰ قدرومنزلت رکھتے تھے اپنی زبان اور قلم سے حنفی مذہب کی مددکرتے تھے۔طاش کبری زادہ نے سراج ہندی کے بارے میں لکھا’’کان واسع العلم کثیر الاقدام والمهابة‘‘ (۴۳)(ان کا علم بہت وسیع تھا پیش قدمی میں جری تھے جلال وہیبت والے تھے) اصول فقہ میں متعدد کتابیں تالیف کیں مثلاً: زبدة الاحکام فی اختلاف الائمة الاعلام ،اللوامع فی شرح جمع الجوامع، شرح المنار للنسفی فی الاصول، المنیر

الزاهر من الفيض الباهر من شرح المنغی الخبازی فی الاصولیه کتاب ایک جلد میں ہے اور صاحب تاج التراجم کے مطابق یہ دو جلدوں میں ہے۔اور شرح بدیع النظام (۴۴)۔

اللوامع شرح جمع الجوامع (۴۵) اس کتاب کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ ابونصر قاضی القضاۃ تاج الدین عبدالوہابؒ بن علی بن عبدالکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسی ابن تمام السبکی الشافعی (۷۲۷ھ-۷۷۱ھ /۱۳۲۷ء-۱۳۶۹ء) نے کتاب "جمع الجوامع فی اصول الفقه" تالیف کی۔ سراج الدین ہندی نے اس کتاب کی شرح لکھی اور اس کا نام "اللوامع" رکھا۔"جمع الجوامع" ایک بہت مشہور اور اہمیت کی حامل کتاب ہے اسی لیے اس پر ۶۰ سے زائد شروح، حواشی، تعلیقات وغیرہ لکھے جا چکے ہیں۔ جن کی فہرست لکھنے والوں کی تاریخ وفات کی زمنی ترتیب سے موجود ہے (۴۶)۔ جبکہ شرح المنار للنسفی (۴۷) ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہؒ بن احمد بن محمود النسفی حنفی (متوفی ۷۱۰ھ/۱۳۱۰ء) نے منار الانوار فی اصول الفقه تالیف کی یہ اصول فقہ پر ایک مشہور ومتند اول متن ہے۔ اس پر ۳۲ سے زائد شروح، حواشی، حواشی علی الشروح، نظم وتعلیقات لکھی گئیں۔ جن کی فہرست لکھنے والوں کی تاریخ وفات کی زمانی ترتیب کے مطابق موجود ہے (۴۸)۔اورسراج الدینؒ الھندی کی شرح ۳۲ شروح میں سے ساتویں نمبر پر لکھی گئی ہے (۴۹)۔اورشرح المغنی الخبازی کی مختصر تفصیل یہ ہے انہوں نے جلال الدین ابو محمد عمرؒ بن عمر الخبازی الحنفی (۶۱۰ھ-۶۷۱ھ /۱۲۱۲ء-۱۲۷۲ء) کی کتاب "المغنی فی الاصول" کی شرح لکھی جو دو مجلدات پر ہے اور اس کا نام "الزاهر من الفیض الباهر من شرح المغنی الخبازی" رکھا اس کتاب کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے "الحمد لله الذی نور قلوب العلماء بنور هدایته وشرح صدورهم بوفور عنایته الخ" (۵۰) اور " شرح بدیع النظام" کی مختصر تفصیل یہ ہے: احمد بن علی بن ثعلب، مظفرالدین ابن الساعاتیؒ حنفی (متوفی ۶۹۴ھ/ ۱۲۹۵ء) نے اصول فقہ میں کتاب "بدیع النظام" تالیف کی اس کا دوسرا نام "نهایة الوصول الی علم الاصول" ہے۔ یہ ایک بہت اہم کتاب ہے کیونکہ اس میں ابن الساعاتی نے علامہ آمدیؒ شافعی (متوفی ۶۳۱ھ) کی کتاب "الاحکام" اور امام بزدوی حنفی (متوفی ۴۸۲) کی "اصول البزدوی" کے طریقوں کو یکجا کر دیا۔ انہوں نے "الاحکام" کے طریقہ سے قواعد کلیہ کے بیان میں اور " اصول البزدوی " سے جزئی فرعی شواہد میں مدد لی جس کا اظہار خود انہوں نے "بدیع النظام " کے خطبہ میں کیا ہے۔ "بدیع النظام" پر ایک شرح سراج الہندی نے بھی لکھی (۵۱) "بدیع النظام" کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اس پر کم از کم سات شروح تو ضرور لکھی گئیں جن کی فہرست موجود ہے (۵۲)۔

شیخ یوسفؒ بن جمال حسینی ملتانی حنفی (متوفی ۷۹۰ھ/ ۱۳۸۸ء) کے اسلاف میں سے کوئی مشہد سے آکر ملتان میں بس گئے تھے یہ ملتان میں پیدا ہوئے اور وہیں نشونما پائی ۔ انہوں نے مولانا جمال الدین رومیؒ سے علم حاصل کیا۔دارالملک دہلی میں داخل ہوئے تو سلطان فیروزشاہ نے مدرسہ فیروزیہ میں ان کی تقرری کردی۔ انہوں نے "منار الاصول للنسفی" کی شرح لکھی اوراس کا نام "توجیہ الکلام" رکھا(۵۳)۔حدائق الحنفیہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے (۵۴)۔

سعد الدینؒ بن قاضی بدھن بن شیخ محمد القدوائی خیرآبادی (متوفی ۸۰۲ھ/ ۱۳۹۹ء) نحو، لغت عربیہ،فقہ ،اصول وتصوف میں اعلیٰ مرتبہ پرفائز تھے ان کے والدخیرآباد کے قاضی تھے۔انہوں نے شرح اصول البزدوی (۵۵) اور شرح الحسامی (المنتخب للاخسیکثی) (۵۶) تالیف کیں ۔مختصراًتفصیل یہ ہے کہ سعدالدین بن قاضی خیر آبادی نے حسام الدین محمد بن عمرالاخسیکثی حنفی (متوفی ۶۴۴ھ/ ۱۲۴۷ء) کی کتاب "المنتخب الحسامی"، پرمحمد بن محمد بن مبین ابوالفضل نوری حنفی کی شرح جوانہوں نے ۶۹۴ھ میں تالیف کی تھی اس پر حاشیہ لکھا تھا۔

جہانگیر سیدمحمد اشرفؒ بن محمد ابراہیمؒ الحسینی الحسنی السمنانی (متوفی ۸۰۸ھ/ ۱۴۰۵ء) آل سمنان میں سے تھے سمنان میں ولادت ہوئی ان کے والدمحمدابراہیمؒ سمنان کے سلطان تھے(۵۷) انہوں نے چودہ برس کی عمر میں معقولات ومنقولات کی دراست مکمل کرلی تھی ۱۹برس کی عمر میں اپنے والد گرامی کے قائم مقام کی حیثیت سے سمنان میں ذمہ داریاں سنبھال لیں اورملکی مہمات میں مشغول ہوگئے ۲۳برس کی عمر میں یہ ذمہ داریاں اپنے بھائی کے سپرد کرکے ہندوستان ،عرب اور عراق کے علماء ومشائخ سے اکتساب فیض کیا۔ فقہ واصول میں یدطولی رکھتے بیان کیاجاتا ہے کہ شیخ خیر الدینؒ جواپنے وقت کے جیدعلماء میں شمار کیے جاتے تھے۔ انہوں نے اصول وفقہ کے بعض مسائل پرعلمائے وقت سے سوالات کیے تو کسی سے بھی تشفّی بخش جواب نہیں پایا شیخ اشرفؒ جہانگیر سے ملاقات کے بعد ان مسائل کی تشریح چاہی تو انہوں نے ان مسائل کی تشریح اس طرح کی کہ شیخ خیرالدینؒ کو پوری تسلی ہوگئی اور وہ اسی وقت شیخ جہانگیر اشرفؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوگئے اور بعد میں ان کے اجل خلفاء میں شمار ہوئے (۵۸)۔انہوں نے کتاب "الفصول" تالیف کی جواصول میں ایک مختصر ہے(۵۹)۔

ابوالقاسم احمدؒ بن عمر الزوالی، دولت آبادی، قاضی شہاب الدینؒ بن شمس الدین الھندی (متوفی ۸۴۹ھ

/ ۱۴۴۵ء) کی ولادت ونشوونما دولت آباد میں ہوئی اور جون پور میں انتقال ہوا۔ سلطان ابراہیم شرقی کی مسجد اور مدرسہ کے جنوبی جانب مدفون ہیں۔ دہلی آ کر اس عہد کے ممتاز علماء مثلاً قاضی عبدالمقتدراور مولانا خواجگی دہلوی وغیرہ سے مختلف قسم کے علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی۔ پھر دہلی کو خیرآباد کہہ کر سلطان ابراہیم شرقی کی دعوت پر جون پور پہنچے سلطان نے ان کی بڑی تعظیم وتوقیر کی اورقاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور کیا۔ اپنے زمانے کے صوفی بزرگ اوراصولی حضرت سیداشرفؒ جہانگیرسمنانی جواصول فقہ میں کتاب ''الفصول'' کے مصنف تھے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے شیخ سیداشرفؒ جہانگیرنے ان کے علم وفضل کی بڑی قدر دانی کی(۶۰) وہ علوم عقلیہ ونقلیہ میں نابغہ روزگار اوراپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں شرح وتعلیقہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ نزھۃ الخواطر میں اس طرح مذکور ہے:''**وله شرح شرح البزدوی فی اصول الفقه الی مبحث الامر صنفه للشیخ محمد بن عیسی الجونپوری**' (۶۱)(اور انہوں نے اصول فقہ میں امرکی بحث تک بزدوی کی شرح لکھی جسے شیخ محمد بن عیسیٰ جون پوری (متوفی ۸۷۰ھ) کیلئے تصنیف کیا تھا) شیخ محمد بن عیسیٰؒ کے حالات زندگی ''نزھۃ الخواطر'' ج۳، ص۱۳-۱۱۲ پرموجود ہیں اس کا ایک خطی نسخہ عبدالکلام آزاد کے پاس تھااوراب شاید وہ نسخہ مکتبہ آزادعلی گڑھ میں ہو(۶۲)۔

ابوالفضائل سعد الدین عبداللہؒ بن عبدالکریم دھلوی حنفی(متوفی ۸۹۱ھ/ ۱۴۸۵ء)اپنے زمانے کے جیدعالم ،اصولی اورمحقق تھے۔انہوں نے کتاب'' **افاضة الانوار فی اضائة اصول المنار فی اصول الفقه**'' تالیف کی (۶۳) یہ ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہؒ بن احمد بن محمود النسفی حنفی(متوفی ۷۱۰ھ/ ۱۳۱۰ء) کی کتاب ''**المنار**''کی شرح ہے ۔**المنار** پرلکھی جانے والی ۳۲ سے زائدشروح وغیرہ میں لکھنے والوں کی تاریخ وفات کی زمنی ترتیب کے لحاظ سے دیکھاجائے تو یہ ''**المنار**''کی سولھویں شرح ہے(۶۴) ۔مناظراحسن گیلانی لکھتے ہیں:''اسی طرح ساتویں اورآٹھویں صدی کے درمیان دلی کے عالم مولانا سعدالدین محمودبن محمد کا تذکرہ پاتے ہیں جن کی تالیفات میں منار کی شرح ''**افاضة الانوار**'' کاذکرکیاجاتاہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندی نصاب میں اصول فقہ کا یہ مشہورمتن یعنی ''**المنار لنسفی**''بھی داخل تھا بعدکواسی کی بہترین شرح ملاجیون ہندی نے ''**نورالانوار**'' کے نام سے لکھی جومصر میں بھی چھپ چکی ہے'(۶۵)۔مناظراحسن گیلانی کے بیان سے مندرجہ ذیل باتیں عیاں ہوتی ہیں:

۱۔ دلی کے عالم کا نام سعدالدینؒ محمود بن محمد تھااور''نزھۃ الخواطر''میں بھی یہی نام مذکور ہے(۶۶)۔جبکہ اسمٰعیل باشاؒ اور المراغی نے ان کا نام سعدالدین عبداللہؒ بن عبدالکریم دہلوی بتایا ہے۔

۲۔ ان کا زمانہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے درمیان کے ہے جبکہ اسمٰعیل باشا اور المراغی نے ان کا تاریخ وفات ۸۹۱ھ یعنی نویں صدی ہجری بتایا ہے۔"نزھۃ الخواطر"میں ان کی تاریخ ولادت ووفات بیان کئے بغیر آٹھویں صدی ہجری کے علماء میں ان کا ذکر کیا اور پھر دوسری جگہ دوبارہ ذکر کیا تو تاریخ وفات ۸۹۱ھ ذکر کی۔

۳۔ انہوں نے کتاب "افــــافة الانــوار"تالیف کی جومنار کی شرح ہے جبکہ اسمٰعیل باشاؒ اور المراغیؒ کے مطابق انہوں نے "افاضة الانوار فی اضاءۃ اصول المنار"تالیف کی۔

ہوسکتا ہے کہ لکھنے والوں میں سے کسی کو سہو ہوگیا ہو اور کتابت کی غلطی سے "افـــــــــاضة" کے بجائے "افـــافة"لکھا گیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دو الگ الگ شخص ہوں جن کا زمانہ اور شرح کے نام مختلف ہوں مگر دونوں کا تعلق دلی سے ہو۔واللہ اعلم

علاء الدین الہ دادؒ بن عبداللہ جونپوری حنفی (متوفی ۹۲۳ھ/ ۱۵۱۷ء) ہندوستان میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی اور ان کا شمار افاضل علماء میں ہوتا تھا۔ سلطان سکندر لودھی کے زمانے سے آپ کا تعلق تھا مولانا الہ داد جونپور کے مشہور علماء میں سے تھے فقہ پر متعدد کتابیں لکھیں سلطان سکندر لودھی خود ان کے مکان پر ملاقات کے لیے گیا تھا(۶۷)۔انھوں نے شرح اصول البزدوی تالیف کی(۶۸)اور حاشیہ علی اصول الشاشی المسمّی "فـصـول الـغـواشـی"، لکھیں۔فصول الغواشی کے مختلف مکتبوں میں نسخے موجود ہیں مکتبہ راجھستان ٹونک ہند میں ۷۸۶ (ت/۸۸۲)اور ۷۸۷اور ۷۸۸ پر بھی موجود ہے(۶۹)۔

شیخ وجیہ الدینؒ بن نصراللہ عمادالدین گجراتی (متوفی ۹۹۸ھ/ ۱۵۹۰ء)مشرقی گجرات کے قدیمی شہر چانپا نیر میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک جید عالم اور اصولی تھے ۔ احمد آباد میں ایک عرصہ تک خلق خدا کو تعلیم دینے میں مشغول رہے اور متعدد درسی کتب پر حاشیے اور شرحیں لکھیں وہ اپنے مدرسے کے وسط میں مدفون ہیں بدایونی کے مطابق شاید ہی کوئی درسی کتاب ،چھوٹی یا بڑی ہوگی جس کی انہوں نے شرح یا حاشیہ نہ لکھا ہو(۷۰)۔انہوں نے "اصـول بـزدوی" پرحاشیہ اور "شـرح الـتـلـويـح" پرحاشیہ لکھا تھا(۷۱)۔سبحۃ المرجان میں "حـاشـيـة الـتـلـويـح" کا ذکر ہے(۷۲)۔ سیدابوظفر ندوی نے اس حاشیہ علی التلویح کے ابتدائی کلمات، کتابت اور اس میں شیخ وجیہ کے اسلوب بیان کومختصرا بیان کیا ہے۔تصنیف کے تقریبا سواسو سال کے بعد ۱۱۲۰ھ میں اس کی کتابت ہوئی اس کی ابتداء ان جملوں سے ہوتی ہے: بسـم الـلــه الـرحـمـن الرحيم. رب يسر وتمم بـالـخيـر. الـحمد لله رب العلمين والصلوة على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين ۔ اور اختتامی جملہ یہ ہے هـذا اخـر الـكـتـاب بـعـونـالـمـلـک الـوهاب والحمد لله على اتمامه انه ولى

التوفیق وبیدہ ازمۃالتحقیق ۔طلبہ کی آسانی کے لیے انداز سہل رکھنے کی بھر پور کوشش نظر آتی ہے۔مثلاً حقیقت ومجاز کی بحث میں جہاں صاحب تلویح یے لکھا ففیہ نظر،اس نظر کے پیچیدہ مطالب کو شیخ وجیہ حاصل النظر کے عنوان سے بہت سہل عبارت میں تحریر فرماتے ہیں اور پھر اس نظر کا جو جواب دیا جاتا ہے اس کو تحریر کرنے کے بعد حاصل الجواب کے عنوان سے اس کی تشریح فرماتے ہیں۔ سید شریف جرجانی کا اس پر اعتراض نقل کر کے پھر اپنا جواب تحریر فرماتے ہیں (۷۳)۔مظہر بقا نے زبید احمد کے حوالے سے لکھا کہ انہوں نے **حاشیہ علی الشرح العضدی علی المختصر لابن حاجب** بھی تالیف کیا(۷۴)۔

شیخ ابوبکر قریشی حنفی اکبرآبادی دسویں صدی ہجری کے فقیہ اور اصولی تھے سلطان سکندر بن بہلول کے زمانے میں آگرہ آکر رہائش اختیار کرلی تھی۔ "**نزھۃ الخواطر**" میں اس طرح مذکور ہے:"**وشرح علی اصول البزدوی**"(۷۵)(اور انہوں نے اصول البزدوی کی شرح لکھی)۔

خلاصہ بحث

برصغیر میں اسلام کے آغاز کی کئی تاریخی روایات بیان کی گئی ہیں ان میں یہ بات مشترک ہے کہ اسلام کے آغاز کے آثار عہد رسالت میں نظر آتے ہیں۔متعدد صحابہ کرام بھی تشریف لائے۔ ملتان و سندھ اسلامی ثقافت کے مرکز رہے۔ ابتدائی کئی صدیوں تک بالواسطہ یا بلاواسطہ یہاں عربوں کی حکومت رہی۔مگر بعد میں نو سو برس تک اکثر ایسے حکمران برسراقتدار رہے جن کی زبان فارسی تھی یا وہ اس زبان سے متاثر تھے۔اور پھر یہاں کے لوگوں کے روابط عربی بولے جانے والے ممالک سے اتنے زیادہ نہیں رہے جتنے شمالی افریقہ اور ماوراء النہر کے لوگوں کو میسر آئے مگر کچھ ایسے حکمران بھی آئے جنہوں نے علوم دینیہ اور بلخصوص فقہ و اصول الفقہ میں دلچسپی لی۔ اصول فقہ کی تدوین کی تاریخ پہلی صدی ہجری کے آخری دوعشروں سے شروع ہوتی ہے۔لیکن دوسری صدی ہجری سے لیکر ۶۴۴ ھ تک کے وہ اصولیین جن کا تعلق برصغیر سے تھا ان کی اصول فقہ پر کتابوں کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہوسکیں۔ اور صرف اکیس کتابوں کے بارے میں پتہ چل سکا ان میں سے بھی کچھ ناپید ہیں۔جس سے بظاہر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ صفی الدین شافعی (متوفی ۷۱۵ھ) برصغیر کے وہ پہلے اصولی تھے جنہوں نے اصول فقہ پر عربی زبان میں نہ صرف شاہکار کتابیں لکھیں بلکہ عربی اور عجمی شاگردوں کی ایسی جماعت تیار کی جو علم اصول فقہ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔کتابوں کی اطلاع نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ برصغیر کے علمی مراکز میں اصول فقہ پر تصنیف و تالیف کا کام نہیں ہوا ہوگا۔ بلکہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ اصول فقہ پر تحریری مواد حوادث زمانہ کی نظر ہوگیا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ تحقیقات اسلامی ۔ جنوبی ھند میں اسلام کا تعارف، یاسمین شبنم شیروانی، علی گڑھ : پان والی کوٹھی اکتوبر ۲۔ ۱۹۸۵ ء ص:۵۳۔

۲۔ روز نامہ جنگ کراچی ،ڈاکٹر قدیرخان ،مضمون''بھوپال کیرالہ اورشق القمر'،بروز بدھ ، ۱۶ربیع الاول ۱۴۳۱ھ،۳مارچ ۲۰۱۰ ص:۷، اس کی کچھ تفصیل یہ ہے کہ راجہ بھوج یا بھوجپال نے شق القمرہوتے دیکھا تو اس واقعہ کی تحقیق کے لیے لوگوں کو ادھرادھر بھیجا جوشخص عرب پہنچااس نے واپس آ کرشق القمر کی تفصیلات بتائیں۔راجہ نے کچھ تحائف جن میں پان کے پتے بھی شامل تھے۔ رسول اکرم اکی خدمت (غالبًا اپنے بیٹے ماتادین کے ہاتھ) بھیجے جس پر آپ انے پان کودافع برص وجزام قراردیا۔آنے والاشخص (غالبًا شہزادہ مع وفد)مسلمان ہوگیا۔ ہندوستانی شہزادے کا نام محی الدین رکھا گیااور ان کا نکاح ایک صحابی کی بیٹی سے ہوا۔ اس نے ہندوستان واپسی آنے پر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ رسول اکرم انے واپسی پر ایک صحابی رسول حضرت عبداللہ ص کو بھی شہزادہ کے ساتھ روانہ فرمایا۔راجہ بھوج ان صحابی رسول کی فراست کو دیکھ کرمسلمان ہوگیا(واللہ اعلم)۔

۳۔ حوالہ سابق آج بھی یہ مسجد ہندوستان کے قصبہ ڈنگلوریا کےقرب وجوار میں ایک ساحل سمندر کےقریب ہے۔

۴۔ تحقیقات اسلامی'' برصغیر میں اشاعت اسلام'' محمد یسین مظہر صدیقی ،علی گڑھ :پان والی کوٹھی جنوری۔مارچ ا۔ ۱۹۸۷ءص: ۵۶ ۔ ۵۷، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ راجہ پیرول کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ دوسری صدی ہجری کا ہے اس کی کچھ تفصیل یہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جو لنکا جا رہی تھی جو پیرومل کے یہاں ٹہری وہ ان سے بہت متاثر ہوا اورعرب جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور روانہ ہوگیا وہاں پہنچ کر بیمار پڑ گیا بچنے کی امید نہ رہی تو اپنے ساتھیوں کو زمینیں عطا کیں اور مالابار واپس جا کر مساجد بنانے کی ہدایت دی اور پھر وہ انتقال کر گیا مزید دیکھیے تحقیقات اسلامی'' مالابار میں اسلام'' احتشام احمد ندوی۔ مدیر سید جلال الدین عمری علی گڑھ :پان والی کوٹھی اپریل۔ جون ۲۰۰۵ء جلد: ۲۴، شمارہ ۲،ص:۳۔۷۔۲۷۔

۵۔ برعظیم پاک وہند کی ملت اسلامیہ ، اشتیاق حسین قریشی ، کراچی ،کراچی یونیورسٹی، شعبہ تصنیف وتالیف(۱۹۹۹ء)مترجم ہلال احمد زبیری ،ص: ا۔

۶۔ فتوح البلدان ، امام ابوالحسن احمدبن یحی بن جابر البلاذری(متوفی ۲۷۹ھ) بیروت، دارالکتب العلمیہ ۲۰۰۰ء- ۱۴۲۰ھ ص: ۲۵۷۔

۷۔ برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش ،محمداسحاق بھٹی ۔لاہور،ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۹۴ء ،ص:۴۱-۴۴ اسحاق بھٹی نے ان پچیس صحابہ کرام کے اسماء گرامی کی فہرست بیان کی ہے جو برصغیر تشریف لائے۔

۸۔ برصغیر میں صحابہ کی آمد، اکبرعلی قادری، لاہور، طہٰ پبلشرز ۲۰۰۴ء ،ص:۱۱۹۔

۹۔ برعظیم پاک وہند کی ملت اسلامیہ، اشتیاق حسین قریشی ، دیباچہ''م''

۱۰۔ نقوش سلیمانی ،سیّدسلیمان ندوی، لاہور اردو اکیڈمی سندھ ۱۹۶۷ء ،ص:۲۵۴۔

۱۱۔ ایضاً۔

۱۲۔ ایضاً، ص: ۲۵۴۔

۱۳۔ ایضاً۔

۱۴۔ ایضاً، ص: ۵۴۴۔

۱۵۔ برعظیم پاک وہند کی ملت اسلامیہ، اشتیاق حسین قریشی، ص: ۴۸۔

۱۶۔ ایضاً۔

۱۷۔ نقوش سلیمانی، سید سلیمان ندوی، ص: ۲۵۶۔

۱۸۔ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، خلیق احمد نظامی لاہور، نگارشات ۱۹۹۰ء، ص: ۱۱۳۔

۱۹۔ نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر، عبدالحی بن فخرالدین الحسنی (متوفی ۱۳۴۱ھ) ہند، رائے بریلی مکتبہ دارعرفات ۱۹۹۱ء-۱۴۱۲ھ ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ۱/۱۳۴۔

۲۰۔ ایضاً، ص: ۱۸۰۔

۲۱۔ ایضاً، ص: ۱۸۳۔

۲۲۔ ایضاً، ص: ۲۳۴۔

۲۳۔ ایضاً، ص: ۲۳۸۔

۲۴۔ ایضاً، ص: ۲۳۹۔

۲۵۔ ایشیا کے اردو مجموعہ ہائے فتاوی۔ مجیب احمد۔ اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن ۲۰۱۱ء ص: ۳۱۔

۲۶۔ پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، سید مناظر احسن گیلانی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ (سنہ ند)، ۱/۲۷۲۔

۲۷۔ التحصيل من المحصول، سراج الدین ابوالثنائی محمود بن ابوبکر بن حامد بن احمد الارموی شافعی (۵۹۴ھ-۶۸۲ھ) بیروت، مؤسسہ رسالہ ۱۴۰۸ھ- ۱۹۸۸ء، اس پر عبدالحمید علی ابوزنید کا تحقیقی مقدمہ دیکھئے۔

۲۸۔ الفتح المبین فی طبقات الاصولیین، عبداللہ المصطفی المراغی، بیروت، محمد امین درج (سنہ ند) ۲/۱۱۸۔

۲۹۔ پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، سید مناظر احسن گیلانی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ (سنہ ند)، ۱/۲۷۳۔

۳۰۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، عہدرسالت مآب تا عصرحاضر فاروق حسن کراچی، دارالاشاعت ۲۰۰۶ء، ص: ۳۷۳، ارشاد الفحول الی تحقيق الحق من علم الاصول، محمد بن علی الشوکانی (۱۱۷۳ھ-۱۲۵۰ھ) قاہرہ دارالکتبی (سنہ ند) تحقیق ڈاکٹر محمد شعبان، ۱/۴۶۳، اور تحقیقی مقدمہ، ۱/۳۴۔

۳۱۔ كشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مصطفیٰ بن عبداللہ القسطنطنی الرومی الحنفی، ملا کاتب الجلبی، حاجی خلیفہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) بیروت، دارالفکر ۱۴۰۲ھ-۱۹۸۲ء، ۲/۱۹۱۹، هدية العارفين فی اسماء المؤلفين وآثار المصنفين، اسماعیل باشا بغدادی (متوفی ۱۳۳۹ھ) بیروت دارالفکر ۱۴۰۲ھ-۱۹۸۲ء، ۶/۱۴۳، الدرر الكامنه فی اعيان المائة الثامنه، احمد بن علی بن محمد بن علی بن احمد الکنانی ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) بیروت،

دارالجیل (سنہ ند) ۱۴/۴-۱۵، الفتح المبین فی طبقات الاصولیین، عبداللہ المصطفی المراغی، بیروت، محمد امین (سنہ ند) ۱۱۶/۲-۱۱۵۔

۳۲۔ پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، سید مناظر احسن گیلانی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ (سنہ ند)، ۲۷۳/۱۔

۳۳۔ نزھۃ الخواطر، عبدالحی، ۱۴۲/۲-۱۴۳۔

۳۴۔ ایضاً، ج:۲،ص:۲۷۔

۳۵۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ ۴۹۹/۱۔

۳۶۔ پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، سید مناظر احسن گیلانی، ۱۴۶/۱۔

۳۷۔ حدائق الحنفیہ۔ مولوی فقیر محمد جہلمی کراچی: مکتبہ ربیعہ (سنہ ند) ص: ۳۳۲۔۳۳۱۔

۳۸۔ نزھۃ الخواطر، عبدالحی، ۱۶۸/۲۔

۳۹۔ تذکرۃ المصنّفین، محمد حنیف گنگوہی کراچی میر محمد کتب خانہ (سنہ ند) ص:۳۱۹۔

۴۰۔ حدائق الحنفیہ۔ مولوی فقیر محمد جہلمی ص: ۳۳۲۔۳۳۱۔

۴۱۔ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، خلیق احمد نظامی لاہور، نگارشات ۱۹۹۰ء، ص:۳۳۳ کا حاشیہ۔

۴۲۔ اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، محمد مظہر بقا کراچی، بقا پبلیکیشنز (۱۹۸۶ء) ص:۱۷۳۔

۴۳۔ پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، سید مناظر احسن گیلانی، ۲۷۰/۱۔

۴۴۔ نزھۃ الخواطر، عبدالحی، ج ۲، ص۹۷-۹۸، الفتح المبین، عبداللہ المصطفی المراغی، ۱۸۸/۲، ۱۶۵، کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ۱۹۹/۲، ھدیۃ العارفین فی اسماء المؤلفین و آثار المصنفین، اسماعیل باشا بغدادی (متوفی ۱۳۳۹ھ) بیروت، دارالفکر ۱۴۰۲ھ-۱۹۸۲ء، ۹۰/۵۔ تاج التراجم فی طبقات الحنفی، زین الدین قاسم بن قطلو بغا (متوفی ۸۷۹ھ) بغداد، مکتبہ المثنی ۱۹۶۲ء، ص:۴۸-۴۹۔

۴۵۔ ھدیۃ العارفین، اسماعیل باشا بغدادی، ۹۰/۵۷، الفتح المبین، عبداللہ المصطفی المراغی، ۱۸۸/۲۔

۴۶۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن، ص: ۴۴۷-۴۵۵۔

۴۷۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ۹۰/۲۷، الفتح المبین، عبداللہ المصطفی المراغی، ۱۸۸/۲۔

۴۸۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، ص:۳۹۳۔

۴۹۔ ایضاً، ص: ۴۰۳۔

۵۰۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ۴۹/۲۷، ھدیۃ العارفین، اسماعیل باشا بغدادی، ۹۰/۵۷، الفتح المبین، عبداللہ المصطفی المراغی، ۱۸۸/۲۔

۵۱۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ۱۹۹۱/۲۔

۵۲۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن، ص: ۳۹۲-۳۹۳۔

۵۳۔ نزھۃ الخواطر، عبدالحی، ۱۸۲/۲-۱۸۳۔

۵۴۔ حدائق الحنفیہ۔فقیر محمد جہلمی کراچی: مکتبہ ربیعہ (سنہ ند) ص:۳۲۶۔

۵۵۔ هدية العارفين، اسماعیل باشا بغدادی،۳۸۵/۵۔اس میں ان کی تاریخ وفات ۸۸۲ھ مذکور ہے۔حدائق الحنفیہ،فقیر محمد۔ لکھنو،مطبع نامی کشور ۱۲۹۷ھ،نویں صدی ہجری کے فقہا۔ معجم الاصوليين،محمد مظہر بقا، مكة المكرّمہ جامعہ ام القری ۱۴۱۴ھ،۱۱۹/۲۔

۵۶۔ نزهة الخواطر،عبدالحی،۳/ ۶۰-۶۱ اس میں بھی ان کی تاریخ وفات ۸۸۲ھ مذکور ہے۔

۵۷۔ بزم صوفیہ،سید صباح الدین عبدالرحمٰن، اسلام آباد نیشنل بک فاؤنڈیشن ۱۹۹۰ء،ص:۴۳۹۔

۵۸۔ ایضاً،ص: ۴۵۲-۴۵۳

۵۹۔ معجم الاصوليين،محمد مظہر بقا، ۲۷۵/۱، نزهة الخواطر،۳/ ۱۶-۱۵،اس میں ان کی تاریخ وفات ۸۸۰ھ مذکور ہے۔

۶۰۔ بزم صوفیہ،سید صباح الدین عبدالرحمٰن،ص:۴۴۶-۴۴۷۔

۶۱۔ كشف الظنون،حاجی خلیفہ، ۱۱۶۷/۵ اس میں ان کی تاریخ وفات ۸۴۸ھ مذکور ہے۔معجم الاصوليين، محمد مظہر بقا، ۱۸۱/۱ (۱۳۱)، ۱۳۵/۲(۳۷۰)۔ معجم المؤلفين تراجم مصنفى الكتب العربية،عمر رضا کحالہ، دمشق،المكتبہ العربیہ ۱۳۷۶ھ-۱۹۵۷، ۳۹/۴۔ نزهة الخواطر،عبدالحی،۳/۳۔

۶۲۔ نزهة الخواطر،عبدالحی،۳/ ۱۶۔

۶۳۔ هدية العارفين، اسماعیل باشا بغدادی، ۴۷۰/۵، الفتح المبين،عبداللہ المصطفى المراغی، ج ۲/ ۶،فن اصول فقہ کی تاریخ فاروق حسن،ص: ۵۳۳۔

۶۴۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن کراچی،ص: ۴۰۴۔

۶۵۔ پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت،سید مناظر احسن گیلانی، ۱۴۷/۱۔

۶۶۔ نزهة الخواطر،عبدالحی بن فخر الدین الحسنی ۱۶۱/۲، ۱۳۰/۳۔

۶۷۔ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات،خلیق احمد نظامی لاہور، نگارشات ۱۹۹۰ء،ص:۴۵۹-۴۵۸۔

۶۸۔ سبحۃ المرجان فی اثار ہندوستان،غلام علی مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۳ھ ص:۳۴۔

۶۹۔ معجم الاصوليين،محمد مظہر بقا، ۴۹۴/۱۔ نزهة الخواطر،عبدالحی ۴/ ۳۸۔تذکرۃ المصنّفین،محمد حنیف گنگوہی، میر محمد کتب خانہ کراچی،(سنہ ند) ص: ۲۱۵-۲۱۷۔

۷۰۔ رودکوثر،شیخ محمد اکرم،لاہور،ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۷۹ء،ص: ۳۹۳-۳۹۴

۷۱۔ كشف الظنون، حاجی خلیفہ، ۴۹۴/۱، نزهة الخواطر،عبدالحی، ۳۴۳/۴-۳۴۴، تذکرۃ المصنّفین،محمد حنیف گنگوہی، میر محمد کتب خانہ کراچی،(سنہ ند)ص: ۲۱۵-۲۱۷۔

۷۲۔ سبحۃ المرجان فی اثار ہندوستان۔غلام علی مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۳ھ ص: ۴۵۔

۷۳۔ معارف، شاہ وجیہ الدین علوی ج: ۳۱-۳، مارچ ۱۹۳۳ء، ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ اعظم گڑھ دار المصنفین،ص: ۲۱۴اور دیکھیے: معارف شمارہ: فروری ۱۹۳۳ء،ص: ۱۱۲۔

۷۴۔ اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، محمد مظہر بقا، ص:۱۷۴۔
۷۵۔ نزھۃ الخواطر، عبد الحی، ۴/۱۰-۹۔